سہانی شام
آفتاب خان
مرتب
دعا علی
Dua Ali

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان، نہایت رحم والا ہے

دعائے ادب ہے ادب زندگی ہو

خدایا سخن سے مرے روشنی ہو

دعا علی

نام کتاب۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔شام سُہانی

شاعر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔آفتاب خان

تاثرات۔۔۔۔۔ثاقب تبسم ثاقب

مرتب۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔دعا علی

کمپوزنگ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔دعا علی

اشاعت۔۔۔۔2024-03-03

آن لائن مرتب کردہ کتب

1۔ وجودِ زن سے ہے تصویرِ کائنات میں رنگ

2۔ رمزِ دعا

3۔ چشمِ نم

4۔ شبِ ہجراں

5۔ تم کیوں اُداس ہو

6۔ سعد اللہ شاہ (منتخب غزلیں)

7۔ بارش نے کہا مجھ سے

8۔ دعائے عقیدت

9۔ سُفنے مار گئے

10۔ ہم تمھیں نہیں بھولے

11۔ عزیز عادل (منتخب غزلیں)

12۔ چناروں سے اٹھتا دھواں

13۔ دعائے نیم شب

14۔ بکھرے پات

15۔ سلگتے حرف

16۔ چن چناں دے معاملے

17۔ نظم کہتے رہو

18۔ بنتِ حوا

19۔ اک عمر کی مسافت

20۔ صلی اللہ (نعتوں کا مجموعہ)

21۔ بکھرے ہیں خواب میں

22۔ محبت آگ جیسی ہے

23۔ دسمبر کہہ رہا ہے

24۔ شب ڈھلے

25۔ پلکوں کی راکھ

26۔ ہونٹوں پہ دکھ

27۔ پوروں کے خواب

28۔ سر سراتا دکھ

ایک شاعر کی اک کتاب کے ساتھ
آج شہرِ سخن میں آئی ہوں!

دعا علی

دھڑک رہا ہے جو اِس دل میں دھڑکنوں کی طرح
وہ ایک شخص بھی ملتا ہے دُشمنوں کی طرح

آفتاب خان کا لوبانِ شاعری

آفتاب خان اصل میں بھی آفتاب خان ہی ہیں
کیونکہ انھوں نے اصل اور قلمی نام میں فرق نہیں
رکھا اسی نام کے ساتھ انھوں نے پشاور سے لاہور
ہجرت کی اور آجکل لاہور کے علمی و ادبی حلقوں
سمیت فلمی دنیا کی رنگینیوں کے بہرہ ور بھی ہیں
آفتاب خان سینئر شاعر ہیں ان کی شاعری اس
بات کی غمازی کرتی ہے۔

کہ انھوں نے مختلف حالات و واقعات سے زندگی
گزارنے کا ڈھنگ سیکھ رکھا ہے۔ وہ جس دنیا میں
رہے ہیں وہاں بناوٹی کرداروں کی بہتات ہے لیکن
آفتاب خان نے اس رنگ میں رنگنے کے بجائے
منفرد اور جداگانہ راستہ اختیار کیا۔

انھوں نے فلمی گیت لکھ کر ایک حلقے کی ضرورت
بھی پوری کی اور ساتھ ہی ساتھ اپنے شوق کی
تسکین اور قلم کی نمو بھی کی۔ آفتاب خان کی
شاعری کی اٹھان اگرچہ محبت کے خمیر سے ہے
تاہم اس میں انسانی معاشرتی اور نفسیاتی رویوں پر
طنز کی بھی بہتات ہے۔

انھیں محبت کی جملہ کیفیات سے گزرنے کا بھی
خوب سلیقہ ہے اور معاشرتی رویوں کو خود پر
گزارنے کا ہنر بھی آتا ہے۔

ان کا کلام ایک پختہ اور کہنہ مشق شاعر کا پتا دیتا ہے آفتاب خان کی کرافٹ سادہ لیکن پر اثر ہے وہ لاہور کی ادبی مجالس کی رونق ہیں اور یہ رونق ان کی شاعری میں محبت کی واردات بن کر بھی نکھرتی ہے۔ تاہم میں ان کے کلام میں انسانی رویوں کے تفاوت کے اظہار سے زیادہ متاثر ہوا ہوں۔

وہ دوست بھی بہت اچھے ہیں اس لیے انھیں دوستی کے رموز سے بھی آگاہی ہے اس بات کی گواہی وحید احمد زمان نے بھی دی آخر میں ان کے کلام سے چند اشعار، جو مجھے زیادہ پسند آئے۔

☆☆☆

وہ مدد گار فصیلوں کو گرانے میں بنے
جو نگہبان مقرر تھے نگہبانی پر

☆☆☆

اس ظرف کی ذرا سی مجھے داد ہی ملے
کرتا ہوں گر شمار تمھیں بہترین میں

☆☆☆

ابھی میں بیج ہوں پھولوں نے مجھ میں کھلنا ہے
یقیں نہیں تو زمیں میں دبا کے دیکھ مجھے

☆☆☆

اگر فضا میں یہ بارود پھیلتا ہی رہا
کریں گے کوچ پرندے بھی آشیانوں سے

☆☆☆

خیر اندیش
ثاقب تبسم ثاقب

تعارف "آفتاب خان"

نام: آفتاب خان

قلمی نام: آفتاب خان

پیدائش: پشاور

تاریخ: 15 ستمبر 1971ء

تعلیم: گریجویشن

اصناف: شاعری، افسانہ نگاری، ناول نگاری،

فلم رائٹنگ، نغمہ نگاری۔

ادبی عہدہ: صدر انجمن جدت پسند مصنفین لاہور

تصانیف

شام (شعری مجموعہ)

اُجاغ میں پڑی ہے راکھ (شعری مجموعہ)

اُردو فلمی شاعری کا عروضی تجزیہ، تحقیق

غزل

متاعِ عشق لُٹی ہے مگر نہیں افسوس
مجھے کہا ہے یہی دل نے ، کر نہیں افسوس

گلی گلی میں بنائے ہیں جس نے سب کے مکان
اُسی کا شہر میں چھوٹا سا گھر نہیں افسوس

بشر تو خیر سہے گا ستم ، رہے گا چُپ
مگر تجھے تو خُدا کا بھی ڈر نہیں افسوس

ضرور بانٹتا اُن میں سفید دستاریں
مگر کسی کے بھی کاندھے پہ سَر نہیں افسوس

کہاں قیام کریں شاہزادیاں آخر
کہیں پہ چھت ، کہیں دیوار و در نہیں افسوس

یہاں عوام نہیں ، اِک ہجوم ہے، جن پر
نصیحتوں نے کیا کچھ اثر نہیں افسوس

کہاں سے کھول کے دیکھوں کوئی عجب منظر
کتابِ دل میں پرندوں کے پَر نہیں افسوس

☆☆☆

غزل

کچھ نہیں شام سُہانی یہ کُھلا ہے مجھ پر
چار دن کی ہے جوانی یہ کُھلا ہے مجھ پر

جھوٹ بولوں تو ملامت مجُھے کرتا ہے ضمیر
پی کے لاہور کا پانی یہ کُھلا ہے مجھ پر

میں اسے اپنی سمجھتا رہا ممتاز محل
وہ تو ہے اور کی رانی یہ کُھلا ہے مجھ پر

اس نے آغازِ محبت میں مجُھے سونپ دیا
ہجر ہے اُس کی نشانی یہ کُھلا ہے مجھ پر

اب مرا ذکر کہیں اس کے فسانے میں نہیں
اُس کی ہے اور کہانی یہ کُھلا ہے مجھ پر

اب تو احساس و مروّت کا زمانہ ہی نہیں
مر گیا آنکھ کا پانی ،یہ کُھلا ہے مجھ پر

اک حقیقت کا بیاں شعر میں کرنا ہے مجھے
اک حقیقت ہے چُھپانی ، یہ کُھلا ہے مجھ پر

☆☆☆

غزل

مجھے تلاش تھی تیری کئی زمانوں سے
سو قیمتی ہے یہاں تو ہی سب خزانوں سے

ترے بدن کو بنایا تلازمہ جوں ہی
اترتے آئیں نئے شعر آسمانوں سے

ہوا کے زور سے بکھرے ہیں تیرے گیسو تب
پھسل گئی ہے جونہی شال تیرے شانوں سے

عذاب ہجر دبے پاؤں آ رہا تھا ادھر
کیا ہے رام اسے نت نئے بہانوں سے

خلوصِ دل کا ملے لازوال سرمایہ
ہمارے جیسے غریبوں کے آستانوں سے

اگر فضا میں یہ بارود پھیلتا ہی رہا
کریں گے کوچ پرندے بھی آشیانوں سے

کسی کھنڈر میں بھٹکتی ہیں آتمائیں ابھی
نہ ہو سکا تھا ملن دونوں خاندانوں سے

چہار سو ہے ابھی عکسِ آفتاب یہاں
چھلک رہی ہے بہت روشنی مکانوں سے

☆☆☆

غزل

لایا ہوں ایسے ڈھونڈ کے میں قافیے ردیف
دانتوں میں انگلی داب کے بیٹھے ہیں سب حریف

یوں لڑکھڑائیں شعر کے مصرعے اِدھر اُدھر
لگتا ہے ہو گئے ترے الفاظ بھی نحیف

تو سہلِ ممتنع کے سُناتا ہے گرچہ شعر
ہر بار تیری بحر بھی ہوتی ہے بس خفیف

اک دوسرے کو مان کے ہوتا ہے فائدہ
تسلیم کر لیا تجھے ، تو بھی تو بن حلیف

ہر پیٹ میں پڑا ہے ملاوٹ بھرا اناج
اکثر ہی بدمعاش ہیں ، کم کم ہیں اب شریف

بیٹوں کو جو بڑھاپے کا سمجھے تھے آسرا
سڑکوں پہ دُھول پھانکتے بیٹھے ہیں وہ ضعیف

دیکھا ہے آفتاب کو ہر دن ہی ضوفشاں
چاہے وہ ہو ربیع کہ ہو موسمِ خریف

☆☆☆

یہ بات کس نے کہی، میں کِسی فتور میں ہوں
وہ مرمریں سا بدن چھُو کے اِک سُرور میں ہوں

بہت کٹھِن تھا تری روح سے بدن کا سفر
جو تیرا لمس مِلا ہے تو میں غرور میں ہوں

ترے بدن کے سبھی زاویوں پہ غور کِیا
میں لاشعور میں تھا قید اب شعور میں ہوں

میں تیرے جسم کے اسرار جانتا ہوں سبھی
میں اِس کتابِ محبّت کی سب سطور میں ہوں

بکھر گئی ہے مِرے رُخ پہ تیری زُلفِ دراز
ترے لبوں کے پیالوں سے کچھ ہی دُور میں ہوں

جو تیری دِید ہوئی آفتاب کہنے لگا
کہ میں ازل سے مگن عِشق کے امور میں ہوں

☆☆☆

غزل

جو درمیاں ہے رکاوٹ ہٹا کے دیکھ مجھے
ذرا سا اور بھی نزدیک آ کے دیکھ مجھے

ابھی میں بیج ہوں، پھولوں نے مجھ میں کھلنا ہے
یقیں نہیں تو زمیں میں دبا کے دیکھ مجھے

میں کم عقیدہ نہیں، ہاتھ لا ، کروں بیعت
کوئی تو عشق کی آیت سنا کے دیکھ مجھے

سنا ہے خواب یہاں کروٹیں بدلتے ہیں
سو گیسوؤں میں کسی شب سلا کے دیکھ مجھے

جھکا رہا ہے مجھے کس اصول کی رو سے
بہت بلند ہوں ایڑی اٹھا کے دیکھ مجھے

عجیب درد ہے جس کا علاج تو ہے فقط
یہی دوا ہے مؤثر پلا کے دیکھ مجھے

یہ میرا عشق سرایت نہ تجھ میں کر جائے
میں آفتاب ہوں، نظریں جھکا کے دیکھ مجھے

☆☆☆

غزل

ہمارے بیچ عداوت پڑے گی زُلف بدوش
دلوں میں گر نہ محبّت پڑے گی زلف بَدوش

بکھیرتی ہی چلی جا ، سیاہ فام لَٹیں
اِسی سے عشق کی عادت پڑے گی زلف بدوش

کسی کے لفظِ محبت کو گر کِیا نہ قبول
تَو دل پہ خوب نحوست پڑے گی زلف بدوش

مرا ہی عکس ملے گا ہر ایک دُھند کے پار
مجھی پہ چشمِ عنایت پڑے گی زلف بدوش

میں تھام لوں گا اسی وقت ہاتھ ہاتھوں میں
کوئی جو تجھ پہ مصیبت پڑے گی زلف بدوش

جو بزمِ دل ہے وہاں بے دھڑک نہیں جاتے
وہاں بھی لینی اجازت پڑے گی زلف بدوش

نہ آفتابِ محبت سے یوں بچا پہلو
تجھے اسی کی ضرورت پڑے گی زلف بدوش

☆☆☆

غزل

داخل ہوا ہوں عشق و محبت کے دین میں
آنکھیں گڑی ہوئی ہیں کسی مہ جبین میں

اس ظرف کی ذرا سی مجھے داد ہی ملے
کرتا ہوں گر شمار تمھیں بہترین میں

مخمور چشم اپنی طرف کھینچتی رہی
ایسی کشش کہاں ہے کسی بھی حسین میں

حاسد ہیں جو بھی دوست نیا گھر کریں تلاش
سانپوں کو پالتا نہیں میں آستین میں

اب پھن اٹھا کے ناگ کوئی جھومتا ہے کب
محدود سُر ہوئے ہیں سپیرے کی بین میں

کی میں نے ساز باز کہانی نگار سے
آؤں گا اب نظر تجھے اگلے بھی سین میں

اپنے ہنر سے دل میں اترتا ہے آفتاب
خوبی نہ مل سکے گی یہ ہر اک ذہین میں

☆☆☆

غزل

غم زدہ ہوں میں بہت عشق کی نادانی پر
اک شکن بھی تو نہیں حسن کی پیشانی پر

کر چکا ہے جو یہاں خوف کا بازار بپا
مطمئن بھی وہ نہیں خون کی ارزانی پر

زندگی کا جو بہت بوجھ لیے پھرتا ہے
خوش تو ہرگز وہ نہیں بے سروسامانی پر

وہ مددگار فصیلوں کو گرانے میں بنے
جو نگہبان مقرر تھے نگہبانی پر

آفتاب آج پرستانِ محبت میں گیا
اک دیا بوسہ پری زاد کی پیشانی پر

☆☆☆

غزل

وہ بدنصیب خُدا کے وَلی کو بُھول چُکا
شدید رنج ہے ، حضرت علیؑ کو بُھول چُکا

گو جا رہی ہے ابھی روشنی کی سمت لکیر
مگر تُو غارِ حرا کی گلی کو بُھول چُکا

کسے ہے یاد یہ ، کیسے حسنؑ شہید ہوئے
یہ دَور، زہر کی نیلی ڈَلی کو بُھول چُکا

لہو کی طرح ٹپکتا ہے آنکھ سے اصغرؑ
کہاں زمانہ اُس کِھلتی کلی کو بُھول چُکا

وہ بچ سکا نہیں زینبؑ کی بددعاؤں سے
جو فاطمہؑ کی اُس نازوں پَلی کو بُھول چُکا

اُسے بھی لوگ بشر میں شُمار کرتے ہیں؟
جو دشتِ غم کی مچی کھلبَلی کو بُھول چُکا

چمک رہا ہے یہ قرآن لفظ لفظ ابھی
مگر ستم ہے تُو حرفِ جَلی کو بُھول چُکا

اُسے پتا ہی نہیں ، خیر کیسے بٹتی ہے
سگِ جہاں تو ہر اچھی بھلی کو بُھول چُکا

گو آفتاب ہے پہنچا مزارِ غالب پر
کہاں وہ خواجہء ہندالولی کو بُھول چُکا

☆☆☆

ہو پذیرائی شاعروں کی دعا

ایسی اک بزم کو سجاتے ہیں

دعاعلی